آزمائشوں کے وقت دعا

آج جب ہم مسلمان پوری دنیا میں مختلف مصائب اور آزمائشوں سے دوچار ہیں، تو یہ بات یاد رکھنا نہایت ضروری ہے کہ کن باتوں کا اہتمام ہماری دعاؤں کو اللہ تعالیٰ کے ہاں زیادہ مقبول اور پسندیدہ بناتا ہے۔ وہی اللہ جو ہمیں رزق عطا فرمانے والا ہے، ہماری زندگی کی مدت (اجل) کا تعین کرنے والا ہے اور اپنی نصرت و فتح سے نوازنے والا ہے۔

اوّل: دعا عبادت ہے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس بندے کو پسند فرماتا ہے جو اس سے دعا کرتا ہے:

دعا محض ایک عبادت ہی نہیں بلکہ عبادت کا مغز بھی ہے۔ اس کی دلیل اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا یہ فرمان ہے: **﴿وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ﴾ "اور تمہارے رب نے فرمایا: مجھے پکارو، میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔ بے شک جو لوگ میری عبادت سے تکبر کرتے ہیں، وہ عنقریب ذلیل و خوار ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے" [سورۃ غافر: 60].** اس آیت میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے دعا کو عبادت قرار دیا ہے، کیونکہ پہلے **﴿ادْعُونِي﴾** یعنی **"مجھ سے دعا کرو"** فرمایا، اور اس کے بعد **﴿عِبَادَتِي﴾** یعنی **"میری عبادت"** کے الفاظ استعمال فرمائے۔ یہ بات رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان سے بھی واضح ہوتی ہے: **«الدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ» "دعا عبادت کا مغز ہے۔"** اس حدیث کو امام ترمذی نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کے واسطے سے روایت کیا ہے، اور امام ترمذی نے اسے حسن صحیح قرار دیا ہے۔

دوم: دعا کرتے وقت اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے احکامات کی پابندی اور اس کی ممنوعات سے اجتناب کرنا:

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ہمیں واضح طور پر بتایا ہے کہ دعا کرتے وقت ہمیں اس کے حکم کی اطاعت کرنی چاہیے، شریعت کی پابندی کرنی چاہیے اور اس کے رسول ﷺ کی پیروی کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **﴿فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ﴾ "پس انہیں چاہیے کہ وہ میرا حکم مانیں اور مجھ پر ایمان رکھیں، تاکہ وہ ہدایت پا سکیں"** [سورۃ البقرۃ: 186]۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **«يَدْعُو اللَّهَ وَمَأْكَلُهُ مِنْ حَرَامٍ وَمَشْرَبُهُ مِنْ حَرَامٍ فَأَنَّى يُسْتَجَابُ لَهُ» "ایک شخص اللہ سے دعا کرتا ہے، حالانکہ اس کا کھانا حرام ہے اور اس کا پینا حرام ہے، تو پھر اس کی دعا کیسے قبول ہو؟"** (صحیح مسلم)۔ امام ابن القیمؒ فرماتے ہیں: «وَكَذَلِكَ أَكْلُ الْحَرَامِ يُبْطِلُ قُوَّتَهُ يَعْنِي الدُّعَاءَ وَيُضْعِفُهَا» "اسی طرح حرام مال سے حاصل ہونے والی غذا دعا کی قوت کو ختم اور اسے کمزور کر دیتی ہے۔"

سوم: دعا کا عبادت ہونا اس بات کا مطلب نہیں کہ ہم اپنی شرعی ذمہ داری کے تحت عملی اقدامات کرنا چھوڑ دیں:

رسول اللہ ﷺ کی سیرتِ مبارکہ ہمیں بتاتی ہے کہ آپ ﷺ نے غزوۂ بدر کے موقع پر جنگ کی بھرپور تیاری فرمائی، لشکر کو منظم کیا اور مجاہدین کو ان کے مقررہ مقامات پر تعینات کیا۔ آپ ﷺ نے جنگ کے لیے تمام ضروری انتظامات مکمل کرنے کے بعد ایک خیمے میں تشریف لے جا کر اللہ تعالیٰ سے فتح و نصرت کی دعا فرمائی۔ آپ ﷺ اس قدر عاجزی کے ساتھ دعا میں مشغول رہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: **«بَعْضُ هَذَا يَكْفِيكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ» "اے اللہ کے رسول! آپ کی اتنی دعا بھی کافی ہے"**۔ لہٰذا جو شخص

حلال اور پاکیزہ روزی کا خواہش مند ہے، اسے بابرکت رزق کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے کے ساتھ ساتھ روزگار کی تلاش یا کاروبار کے قیام کے لیے عملی کوشش بھی کرنی چاہیے۔ جو شخص ایک اچھا شریکِ حیات چاہتا ہے، اسے دعا کے ساتھ ان اچھے اوصاف کے مطابق شریکِ حیات تلاش کرنا چاہیے جن کی وضاحت رسول اللہ ﷺ نے فرمائی ہے۔ اور جو شخص امتِ مسلمہ کے حالات بدلنے کا خواہش مند ہے، اسے رسول اللہ ﷺ کے طریقۂ کار (منہج) کے مطابق جدوجہد کرنی چاہیے۔

چہارم: اللہ تعالیٰ اپنے پکارنے والے بندے کی دعا قبول فرماتا ہے:

اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے پریشان حال اور مصیبت زدہ بندے کی پکار سنتا ہے اور جب وہ اسے پکارتا ہے تو اس کی دعا کا جواب دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿**وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ**﴾ **"اور تمہارے رب نے فرمایا: مجھے پکارو، میں تمہاری دعا قبول کروں گا"** [سورۃ غافر: 60]۔ ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿**وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ**﴾ **"اور جب میرے بندے آپ سے میرے بارے میں پوچھیں تو (انہیں بتا دیں کہ) میں قریب ہوں۔ جب کوئی دعا کرنے والا مجھے پکارتا ہے تو میں اس کی دعا قبول کرتا ہوں"** [سورۃ البقرۃ: 186]۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿**أَمَّنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ**﴾ **"بھلا کون ہے جو بے قرار اور مصیبت زدہ شخص کی پکار سنتا ہے، جب وہ اسے پکارتا ہے، اور اس کی تکلیف دور کرتا ہے؟"** [سورۃ النمل: 62]۔

پنجم: دعا کی قبولیت کی مختلف صورتیں ہیں:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **«مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَدْعُو اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ بِدَعْوَةٍ لَيْسَ فِيهَا إِثْمٌ وَلَا قَطِيعَةُ رَحِمٍ إِلَّا أَعْطَاهُ اللَّهُ بِهَا إِحْدَى ثَلَاثِ خِصَالٍ إِمَّا أَنْ يُعَجِّلَ اللَّهُ لَهُ دَعْوَتَهُ، وَإِمَّا أَنْ يَدَّخِرَهَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ، وَإِمَّا أَنْ يَصْرِفَ عَنْهُ مِنَ السُّوءِ مِثْلَهَا. قَالُوا إِذًا نُكْثِرُ. قَالَ اللَّهُ أَكْثَرُ»** **"جو مسلمان اللہ عزوجل سے ایسی دعا کرتا ہے جس میں نہ کوئی گناہ کی بات ہو اور نہ رشتے توڑنے کی، تو اللہ تعالیٰ اسے اس دعا کے بدلے تین میں سے ایک چیز ضرور عطا فرماتا ہے: یا تو اس کی دعا دنیا ہی میں جلد قبول کر لیتا ہے، یا اسے اس کے لیے آخرت میں محفوظ کر لیتا ہے، یا اس دعا کے بدلے اس سے اتنی ہی برائی اور مصیبت دور کر دیتا ہے۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: پھر تو ہم بہت زیادہ دعائیں کریں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس سے بھی زیادہ عطا فرمانے والا ہے"** (مسند احمد اور الادب المفرد، امام بخاری)۔

ہم اللہ سبحانہ وتعالیٰ پر بھروسا رکھتے ہیں اور اس کے فیصلے کے سامنے سرِ تسلیم خم کرتے ہیں۔ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری دعا اسی طرح دنیا میں قبول فرما لے جس طرح ہم نے مانگا ہے، یا اس کے بدلے ہمیں آخرت میں اجر عطا فرمائے، یا اسی دعا کے ذریعے ہم سے کسی مصیبت اور برائی کو دور فرما دے۔

ششم: دعا میں کسی حرام چیز کا مطالبہ نہ کیا جائے اور دعا کرتے ہوئے مسلسل مانگتے رہنا چاہیے:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **«لَا يَزَالُ يُسْتَجَابُ لِلْعَبْدِ مَا لَمْ يَدْعُ بِإِثْمٍ أَوْ قَطِيعَةِ رَحِمٍ مَا لَمْ يَسْتَعْجِلْ. قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَمَا الِاسْتِعْجَالُ؟ قَالَ: يَقُولُ قَدْ دَعَوْتُ وَقَدْ دَعَوْتُ فَلَمْ أَرَ يُسْتَجَابُ لِي فَيَتَحَسَّرُ عَنْ ذَلِكَ وَيَدَعُ الدُّعَاءَ»** **"بندے کی دعا مسلسل قبول ہوتی رہتی ہے، جب تک وہ کسی گناہ یا رشتہ توڑنے کی دعا نہ کرے اور جلد بازی نہ کرے۔ عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول! جلد بازی سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: بندہ کہنے**

لگتا ہے کہ میں نے دعا کی، پھر دعا کی، لیکن میں نے نہیں دیکھا کہ میری دعا قبول ہوئی ہو۔ پھر وہ مایوس ہو کر دعا کرنا چھوڑ دیتا ہے" (صحیح مسلم)۔

ہفتم: دعا کرتے وقت اللہ تعالیٰ سے اچھا گمان رکھنا اور زبان و عمل سے کثرت کے ساتھ اس کا ذکر کرنا:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **«يَقُولُ اللَّهُ أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي وَأَنَا مَعَهُ إِذَا ذَكَرَنِي، فَإِنْ ذَكَرَنِي فِي نَفْسِهِ ذَكَرْتُهُ فِي نَفْسِي، وَإِنْ ذَكَرَنِي فِي مَلَإٍ ذَكَرْتُهُ فِي مَلَإٍ خَيْرٍ مِنْهُمْ، وَإِنْ تَقَرَّبَ إِلَيَّ شِبْرًا تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ ذِرَاعًا، وَإِنْ تَقَرَّبَ إِلَيَّ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ بَاعًا، وَإِنْ أَتَانِي يَمْشِي أَتَيْتُهُ هَرْوَلَةً» "اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں اپنے بندے کے گمان کے مطابق اس کے ساتھ معاملہ کرتا ہوں، اور جب وہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔ اگر وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اسے اپنے ہاں یاد کرتا ہوں، اور اگر وہ کسی مجلس میں میرا ذکر کرتا ہے تو میں اس کا ذکر اس سے بہتر مجلس میں کرتا ہوں۔ اگر وہ میری طرف ایک بالشت بڑھتا ہے تو میں اس کی طرف ایک ہاتھ بڑھتا ہوں، اور اگر وہ میری طرف ایک ہاتھ بڑھتا ہے تو میں اس کی طرف دونوں بازو پھیلانے کے برابر بڑھتا ہوں۔ اور اگر وہ میری طرف چل کر آتا ہے تو میں اس کی طرف دوڑ کر آتا ہوں"** (متفق علیہ: بخاری و مسلم)۔

امام مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ مکہ کے راستے میں سفر فرما رہے تھے کہ آپ ﷺ کا گزر جمدان نامی پہاڑ کے پاس سے ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: **«سِيرُوا، هَذَا جُمْدَانُ، سَبَقَ الْمُفَرِّدُونَ» "چلتے رہو، یہ جمدان کا پہاڑ ہے۔ مفردون سبقت لے گئے۔" صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مفردون کون ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: «الذَّاكِرُونَ اللَّهَ كَثِيرًا» "وہ مرد اور عورتیں جو کثرت سے اللہ کا ذکر کرتے ہیں"** (صحیح مسلم)۔

امام قرافیؒ نے اپنی کتاب الذخیرہ میں امام حسن بصریؒ کا یہ قول نقل کیا ہے: «وَقَالَ الْحَسَنُ: الذِّكْرُ ذِكْرَانِ ذِكْرُ اللِّسَانِ، فَذَلِكَ حَسَنٌ، وَأَفْضَلُ مِنْهُ ذِكْرُ اللَّهِ عِنْدَ أَمْرِهِ وَنَهْيِهِ» "امام حسن بصریؒ نے فرمایا: ذکر کی دو قسمیں ہیں۔ ایک زبان سے اللہ کا ذکر کرنا، جو اچھی بات ہے، لیکن اس سے بھی افضل یہ ہے کہ اللہ کے احکامات پر عمل کرتے اور اس کی منع کی ہوئی چیزوں سے بچتے وقت اسے یاد رکھا جائے"۔

ہشتم: دعا کے لیے کچھ اوقات اور حالتیں زیادہ فضیلت رکھتی ہیں:

دعا کے لیے بہترین اوقات اور حالتوں میں سجدے کی حالت، رات کے درمیانی حصے میں تہجد کا وقت اور فرض نمازیں شامل ہیں۔

امام مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **«أقرب ما يكون العبد من ربه وهو ساجد، فأكثروا الدعاء» "بندہ اپنے رب کے سب سے زیادہ قریب اس وقت ہوتا ہے جب وہ سجدے میں ہوتا ہے، لہٰذا کثرت سے دعا کیا کرو۔"**

امام ترمذی نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث روایت کی ہے جسے انہوں نے حسن قرار دیا ہے۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا: کون سی دعا زیادہ قبول ہوتی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: **«جوف الليل، ودبر الصلوات المكتوبات» "رات کے درمیانی حصے میں اور فرض نمازوں کے اختتام پر کی جانے والی دعا۔"**

اسی طرح رمضان المبارک کے مہینے میں دعا کرنے کا اجر بھی بہت عظیم ہے۔ امام ترمذی نے ایک حدیث روایت کی ہے جسے انہوں نے حسن قرار دیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **«ثَلَاثَةٌ لا تُرَدُّ دَعْوَتُهُمْ الصَّائِمُ حَتَّى يُفْطِرَ وَالإِمام الْعَادِلُ وَدَعْوَةُ الْمَظْلُومِ يَرْفَعُهَا اللَّهُ فَوْقَ الْغَمَامِ وَيَفْتَحُ لَهَا أَبْوَابَ السَّمَاءِ وَيَقُولُ الرَّبُّ وَعِزَّتِي لأَنصُرَنَّكِ وَلَوْ بَعْدَ حِينٍ» "تین افراد کی دعا رد نہیں کی جاتی: روزہ دار کی دعا، یہاں تک کہ وہ روزہ افطار کر لے؛ عادل حکمران کی دعا؛ اور مظلوم کی دعا۔ اللہ تعالیٰ مظلوم کی دعا کو بادلوں کے اوپر اٹھاتا ہے اور اس کے لیے آسمان کے دروازے کھول دیتا ہے، اور رب تعالیٰ فرماتا ہے: میری عزت کی قسم! میں ضرور تیری مدد کروں گا، چاہے کچھ وقت بعد ہی کیوں نہ ہو۔"**

نہم: نیک اور صالح لوگوں کی صحبت اختیار کرنا، جو ہمارے لیے دعا کرتے ہیں:

مسلمان کے لیے یہ بھی سنت ہے کہ وہ اپنے بھائی یا بہن کی غیر موجودگی میں ان کے لیے دعا کرے۔ اس کی دلیل وہ حدیث ہے جسے امام مسلم نے حضرت ام درداء رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ وہ بیان کرتی ہیں کہ میرے شوہر نے مجھے بتایا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: **«من دعا لأخيه بظهر الغيب، قال الملك الموكل به: آمين، ولك بمثل» "جو شخص اپنے بھائی کے لیے اس کی غیر موجودگی میں دعا کرتا ہے، تو اس پر مقرر فرشتہ کہتا ہے: آمین، اور تمہارے لیے بھی اسی جیسا ہو۔"**

امام احمد اور امام مسلم نے بھی حضرت ام درداء رضی اللہ عنہا سے صحیح سند کے ساتھ یہ روایت نقل کی ہے۔ امام مسلم کے الفاظ یہ ہیں: صفوان بیان کرتے ہیں: "میں شام میں حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کے گھر گیا، لیکن انہیں وہاں نہیں پایا، البتہ حضرت ام درداء رضی اللہ عنہا موجود تھیں۔ انہوں نے پوچھا: کیا تم اس سال حج کرنے کا ارادہ رکھتے ہو؟ میں نے کہا: جی ہاں۔ انہوں نے کہا: اللہ سے دعا کرنا کہ وہ ہمیں بھی اپنی برکتوں سے نوازے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے: **«دعوة المرء المسلم لأخيه بظهر الغيب مستجابة، عند رأسه ملك موكل، كلما دعا لأخيه بخير، قال الملك الموكل به: آمين، ولك بمثل» "مسلمان کی اپنے بھائی کے لیے اس کی غیر موجودگی میں کی جانے والی دعا قبول ہوتی ہے۔ اس کے سر کے پاس ایک فرشتہ مقرر ہوتا ہے، جب بھی وہ اپنے بھائی کے لیے بھلائی کی دعا کرتا ہے تو وہ فرشتہ کہتا ہے: آمین، اور تمہارے لیے بھی اسی جیسا ہو۔"** صفوان کہتے ہیں: میں بازار گیا تو میری ملاقات حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے ہوئی، اور انہوں نے بھی رسول اللہ ﷺ سے اسی طرح کی حدیث روایت کی۔

اسی طرح کسی مسلمان بھائی سے اپنے لیے دعا کرنے کی درخواست کرنا بھی سنت ہے۔ اس کی دلیل وہ حدیث ہے جسے امام ابو داؤد اور امام ترمذی نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: "میں نے رسول اللہ ﷺ سے عمرہ کرنے کے لیے جانے کی اجازت طلب کی۔ آپ ﷺ نے مجھے اجازت دی اور فرمایا: **«لا تنسنا يا أخي من دعائك» "اے میرے بھائی! اپنی دعاؤں میں ہمیں نہ بھولنا۔"** حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آپ ﷺ نے ایک ایسا جملہ فرمایا کہ اگر اس کے بدلے مجھے پوری دنیا بھی مل جائے تو میں اسے پسند نہ کروں۔ ایک دوسری روایت میں آپ ﷺ نے فرمایا: **«أشركنا يا أخي في دعائك» "اے میرے بھائی! ہمیں بھی اپنی دعاؤں میں شامل رکھنا۔"**

اختتامیہ:

اے اللہ! ہماری رہنمائی فرما، ہمیں مضبوطی عطا فرما اور ہماری مغفرت فرما، بے شک تو سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والا ہے۔ اے اللہ! ہمیں وافر اور بابرکت رزق عطا فرما۔ اے اللہ! ہمیں اپنی سچی اطاعت میں طویل

اور صحت مند زندگی عطا فرما۔ اے اللہ! ہمیں نیک بیویاں اور اولاد عطا فرما، جو جنت میں بھی ہمارے ساتھ ہوں۔ اے اللہ! امت مسلمہ کو ظالم حکمرانوں کے ظلم سے نجات عطا فرما۔ اے اللہ! امت مسلمہ کو نصرت عطا فرما، دین کو تمکین عطا فرما اور خلافت کے قیام کے ذریعے اسے زمین میں اقتدار و اختیار عطا فرما۔

مصعب عمیر، ولایہ پاکستان